شاتم رسول کی سزا اور اسکی معافی؟

سینیٹر پروفیسر ساجد میر

نبی کریم ﷺ کی عظمت وتوقیر مسلمان کے ایمان کا بنیادی جزو ہے اور علمائے اسلام دور صحابہؓ سے لے کر آج تک اس بات پر متفق رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا آخرت میں سخت عذاب کا سامنا کرنے کے علاوہ اس دنیا میں بھی گردن زدنی ہے۔ خود نبی رحمت ﷺ نے اپنے اور اسلام کے بے شمار دشمنوں کو (خصوصاً فتح مکہ کے موقع پر) معاف فرما دینے کے ساتھ ساتھ ان چند بدبختوں کے بارے میں جو نظم ونثر میں آپ ﷺ کی ہجو اور گستاخی کیا کرتے تھے۔ فرمایا تھا کہ: ''اگر وہ کعبہ کے پردوں سے چمٹے ہوئے بھی ملیں تو انہیں واصل جہنم کیا جائے۔''

یہ حکم (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کی ذاتی انتقام پسندی کی وجہ سے نہ تھا کہ آپ ﷺ کے بارے میں تو حضرت عائشہؓ اور صحابہ کرامؓ کی شہادت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔ بلکہ اس وجہ سے تھا کہ شاتم رسول ﷺ دوسروں کے دلوں سے عظمت وتوقیر رسول ﷺ گھٹانے کی کوشش کرتا اور اس میں کفر ونفاق کے بیج بوتا ہے۔ اس لئے توہین رسول ﷺ کو ''تہذیب وشرافت'' سے برداشت کر لینا اپنے ایمان سے ہاتھ دھونا اور دوسروں کے ایمان چھن جانے کا راستہ ہموار کرنے کے مترادف ہے۔ نیز ذات رسالت مآب ﷺ چونکہ ہر زمانے کے مسلمان معاشرہ کا مرکز ومحور ہیں۔ اس لئے جو زبان آپ ﷺ پر طعن کے لئے کھلتی ہے۔ اگر اسے کاٹا نہ جائے اور جو قلم آپ ﷺ کی گستاخی کے لئے اٹھتا ہے۔ اگر اسے توڑا نہ جائے تو اسلامی معاشرہ فساد اعتقادی وعملی کا شکار ہو کر رہ جائے گا۔

نبی کریم ﷺ کو (نعوذ باللہ) نازیبا الفاظ کہنے والا امام ابن تیمیہؒ کے الفاظ میں ساری امت کو گالی دینے والا ہے اور وہ ہمارے ایمان کی جڑ کو کاٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کا ایمان اور غیرت بچانے کے لئے ہجو نگاروں کی گستاخیوں کی پاداش میں ان کا قتل روا رکھا۔ ان میں سے ایک ملعون کا نام ابن خطل تھا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی شان کے خلاف شعر کہتا اور اس کی دو لونڈیاں یہ غلیظ شعر اس کو گا گا کر سناتیں۔ فتح مکہ کے دن وہ حرم مکہ میں پناہ گزین تھا۔ ابو برزہؓ صحابی نے نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق اسے وہیں جہنم رسید کر دیا۔

عام طور پر غزوات اور جنگوں میں آپ ﷺ کا حکم ہوتا تھا کہ عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے۔ لیکن توہین رسول ﷺ اسلامی شریعت میں اتنا سنگین جرم ہے کہ اس کی مرتکب عورت بھی قابل معافی نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ابن خطل کی مذکورہ دو لونڈیوں کے علاوہ دو اور عورتوں کے بارے میں بھی جو آپ ﷺ کے حق میں بدزبانی کی مرتکب تھیں۔ قتل کا حکم جاری کیا تھا۔ اس طرح مدینہ میں ایک نابینا صحابی کی ایک چہیتی اور خدمت گزار لونڈی جس سے ان کے بقول ان کے موتیوں جیسے دو بیٹے بھی تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور بدزبانی کا ارتکاب کیا کرتی تھی۔ یہ نابینا صحابی اسے منع کرتے۔ مگر وہ باز نہ آتی۔ ایک شب وہ بدزبانی کر رہی تھی کہ انہوں نے اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ جب یہ معاملہ نبی کرم ﷺ کے سامنے پیش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! گواہ رہو اس خون کا کوئی تاوان یا بدلہ نہیں ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)

جب حضرت عمرؓ نے گستاخ رسول ﷺ کے نابینا قاتل کے بارے میں پیار سے کہا۔ دیکھو اس نابینا نے کتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا، اسے اعمیٰ (نابینا) نہ کہو، بصیر و بینا کہو کہ اس کی بصیرت و غیرت ایمانی زندہ و تابندہ ہے اور جب ایک اور گستاخ ملعونہ اسماء بنت مروان کو اس کے ایک اپنے رشتہ دار غیرت مند صحابی نے قتل کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! اگر تم کسی ایسے شخص کی زیارت کرنا چاہتے ہو جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نصرت و امداد کرنے والا ہے تو میرے اس جانثار کو دیکھ لو۔ یہ غیرت مند صحابی عمیر بن عدیؓ جب اس ملعونہ کے قتل سے فارغ ہوئے تو ان کے قبیلہ کے بعض سرکردہ افراد نے ان سے پوچھا تھا کہ تم نے یہ قتل کیا ہے؟ انہوں نے بلا تامل کہا، ہاں اور اگر تم سب گستاخی کا وہ جرم کرو جو اس نے کیا تھا تو تم سب کو بھی قتل کر دوں گا۔ (الصارم المسلول)

ایک اور شاتم رسول ملعون یہودی ابورافع کو اس کی بدگوئی کی سزا دینے کے لئے رسول اکرم ﷺ نے عبداللہ بن عتیقؓ کی سرکردگی میں ایک گروپ بھیجا۔ یہ ملعون ایک محفوظ قلعہ میں رہتا تھا۔ مگر عبداللہ بن عتیقؓ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس کے سر پر جا پہنچے اور اسے واصل جہنم کیا۔ جلدی میں واپسی کے لئے مڑے تو ایک سیڑھی سے گر کر ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اسے اپنے عمامہ سے باندھا اور قلعہ کے دروازہ سے باہر نکل آئے۔ مگر انتہائی تکلیف کے باوجود وہیں بیٹھ کر اپنے مشن کی تکمیل کی خوشخبری ملنے کا انتظار کرتے رہے۔ جب ابورافع کی موت کا اعلان سنا اور اطمینان ہوا اور واپس خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ساری بات سن کر ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر دست شفقت پھیرا تو وہ اس طرح درست ہوگئی جیسے کبھی ٹوٹی نہ تھی۔ (بخاری شریف)

کعب بن اشرف بدبخت یہودی تھا۔ جو مسلسل نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا۔ اس کو آپ ﷺ کی اجازت اور حکم سے محمد بن مسلمہ نے قتل کیا۔ (بخاری شریف و مسلم)

جب یہودیوں نے کعب کے قتل کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس نے جو تکلیف دہ گستاخیاں کی تھیں۔ اگر تم میں سے کوئی اور کرے گا تو اس کی بھی یہی سزا ہوگی۔ عہد نبوی میں شاتمان رسول ﷺ کے بھیانک انجام کی ان متعدد مثالوں کے پیش نظر ہر دور کے مسلمان علماء کا فتویٰ یہی رہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا قتل ہے۔ موجودہ حالات میں بھی عالم اسلام کے عالمی و روحانی مرکز سعودی عرب کے مفتی اعظم کے علاوہ متعدد مسلمان ملکوں کے عالی مرتبت علماء نے بھی شاتم رسول ﷺ کے قتل کا فتویٰ دیا ہے۔ حالانکہ صحیح یہ ہے کہ شاتم رسول ﷺ جب معاشرے میں اپنی گندگی پھیلا چکے تو قتل کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ سچی توبہ کرنے سے وہ آخرت کی سزا سے بچ سکتا ہے۔ مگر دنیا میں بہرحال اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونا ہی پڑیں گے۔

یہ کس قدر افسوسناک، غمناک اور شرمناک بات ہے کہ پاکستان میں توہین رسالت کی مجرمہ سے صدر آصف علی زرداری کے کہنے پر گورنر پنجاب نے جیل میں ملاقات کی اور اس سے رحم کی اپیل پر انگوٹھا لگوایا۔ حالانکہ کہنے کو دونوں مسلمان ہیں اور صدر اور گورنر کسی کو بھی پاکستان کی بیٹی عافیہ صدیقی کی رہائی کے لئے کوشش کرنے کی جسارت نہ ہوئی۔ مگر وہ ایک گستاخ رسول کے لئے اتنے بے تاب کیوں ہیں؟۔

نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی سے مسلم امہ کی دل آزاری ہوتی ہے اور ان کے دل زخمی ہوتے ہیں۔ اس گستاخانہ اور ناپاک جسارت کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہیں۔ مسلمان جس کے پیروکار ہیں۔ وہ امن

کے داعی، عدل وانصاف کے پیامبر، اقلیتوں کے محافظ اور انسانیت کے محسن ہیں۔

آج امریکہ جو دنیا کا ٹھانیدار بنا ہوا ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے گستاخ کو پناہ دینے کے لئے پیش کش کر رہا ہے۔ اگر برطانیہ اور امریکہ میں آزادی تحریر اور تقریر کے باوجود ملک اور اس کے آئین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ملکہ کی توہین جرم ہے۔ روس میں لینن کو گالی دینا قابل تعزیر ہے تو ہمیں اپنے آقا ﷺ کی توہین کے جرم کی سزا کے ببانگ دہل اعلان سے کون روک سکتا ہے۔ ہماری متاع ایمان کی بقاء کی ضمانت ہی نبی کریم ﷺ کی ذات والا سے محبت اور آپ کی عظمت وتوقیر ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ ہر مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مرمٹنے کا جذبہ رکھتا ہے۔ بعض لوگوں کے لئے شاید یہ امر باعث حیرت ہو کہ اسلام نے بڑے بڑے گناہگار کے لئے توبہ کا دروازہ بند نہیں کیا۔ پھر شاتم رسول توبہ کے باوجود کم ازکم دنیاوی سزا سے کیوں نہیں بچ سکتا؟۔ امام ابن تیمیہؒ نے اس موضوع پر اپنی کتاب ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' میں خوب روشنی ڈالی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ امام حدیث امام احمد اور امام مالک کے نزدیک شاتم رسول ﷺ کی توبہ اسے قتل کی سزا سے نہیں بچاسکتی۔ جب کہ امام شافعیؒ سے اس سلسلہ میں توبہ کے قبول وعدم قبول کے دونوں قول منقول ہیں۔ خود امام ابن تیمیہ اکثر محدثین وفقہاء کی طرح اس بات کے قائل ہیں کہ شاتم رسول ﷺ توبہ کے باوجود قتل کی سزا کا مستحق ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں اپنی کتاب کے مختلف مقامات پر جوزور دار دلائل دیئے ہیں۔ ان کا خلاصہ اور وضاحت حسب ذیل ہے۔

۱...... شاتم رسول ﷺ فساد فی الارض کا مرتکب ہوتا ہے اور اس کی توبہ سے اس بگاڑ اور فساد کی تلافی اور ازالہ نہیں ہوتا۔ جو اس نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے۔

۲...... اگر توبہ کی وجہ سے سزا نہ دی جائے تو اسے اور دوسرے بدبختوں کو جرأت ہوگی کہ وہ جب چاہیں توہین رسول ﷺ کا ارتکاب کریں اور جب چاہیں توبہ کر کے اس کی سزا سے بچ جائیں۔ اس طرح غیروں کو موقع ملے گا کہ وہ مسلمانوں کی غیرت ایمان کو بازیچہ اطفال بنالیں۔

۳...... نبی کریم ﷺ کی گستاخی کے جرم کا تعلق حقوق اللہ سے بھی ہے اور حقوق العباد سے بھی۔ حقوق اللہ کو اللہ چاہے تو خود معاف کر دیتا ہے۔ مگر حقوق العباد میں زیادتی اس وقت تک معاف نہیں ہوتی جب تک متعلقہ مظلوم اسے معاف نہ کرے۔ نبی اکرم ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں اگر کسی کا یہ جرم معاف کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے۔ مگر اب اس کی کوئی صورت نہیں۔ امت مسلمہ یا مسلمان حاکم آپ ﷺ کی طرف سے اس جرم کو معاف کرنے کا حق نہیں رکھتے۔

۴...... قتل، زنا، سرقہ جیسے جرائم کے بارے میں بھی اصول یہی ہے کہ ان کا مجرم سچی توبہ کرنے سے آخرت کی سزا سے بچ سکتا ہے۔ مگر دنیاوی سزا سے نہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ قاتل، زانی یا چور گرفتار ہو جائے اور کہے کہ میں نے جرم تو کیا تھا۔ مگر اب توبہ کرلی ہے تو اسے چھوڑ دیا جائے۔ اسی طرح شاتم رسول بھی ارتکاب جرم کے بعد توبہ کا اظہار کرے تو دنیاوی سزا سے نہیں بچ سکتا اور اس کا جرم مذکورہ جرائم سے بدتر اور زیادہ سنگین ہے۔

ان دلائل کے پیش نظر درست یہی ہے کہ شاتم رسول کی سزا قتل ہے اور اس کی سچی یا جھوٹی توبہ اسے اس سزا سے نہیں بچاسکتی۔ اس سلسلہ میں مسلمانوں کو مغرب اور اس کی نام نہاد تہذیبی اقدار سے مرعوب ہو کر اپنے مؤقف میں کسی طرح کی لچک پیدا نہیں کرنی چاہئے۔